یسئلونک

ضبطِ تولید کی شرعی حیثیت

اوکاڑا سے جناب حافظ محمد خالد زاہد نے ضبطِ تولید کی شرعی حیثیت سے متعلق ہمیں ایک سوال ارسال کیا ہے۔ اس مسئلہ پر پہلے ہی متعدد مقالات لکھے جا چکے ہیں اور یہ مسئلہ کافی حد تک واضح ہو چکا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے اس مسئلہ پر ایسے ہی ایک سوال کے جواب میں یکم جنوری ۱۹۸۴ اور ۲۰ مارچ ۱۹۸۴ کے اجلاسوں میں غور کیا کونسل کے اراکین کی رائے غور و خوض و تحقیق کے بعد مرتب کی گئی اور شائع ہوئی، ہم سائل کے سوال کے جواب میں کسی نئے مضمون کی ضرورت خیال نہیں کرتے، بلکہ کونسل ہی کی رائے کو پیش کر رہے ہیں جو ملک کا ایک مؤقر فقہی ادارہ ہے امید ہے قارئین بھی اس رائے سے مستفید ہوں گے۔ (ادارہ)

۱- قرآن کریم کی نظر میں ضبطِ تولید کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ حسب ذیل آیت اس نقطہ نظر کو واضح کرتی ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد ہے ——

نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ (البقرة ۲۲۳)

(تمہاری عورتیں کھیتیاں ہیں سو اپنی کھیتی میں جب چاہو آؤ)

اس آیت سے اس امر کا جواز تو مل سکتا ہے کہ اگر کسی شخص کو اپنی ذاتی ضرورت کے تحت اولاد کی ضرورت نہ ہو تو وہ اپنی بیوی سے جنسی تعلق قائم نہ کرے لیکن یہ آیت اس بات کو سختی سے رد کرتی ہے کہ کھیتی میں جانے کی اجازت تو اس آیت سے لے لی جائے لیکن کھیتی میں بیج ڈالنے کے بجائے بیج کو کھیتی سے باہر پھینک دیا جائے۔ تاکہ فصل کی دیکھ بھال سے جان چھوٹ جائے اور ستم بالائے ستم یہ کہ یہ عمل قومی پیمانے پر کیا جائے۔

۲- قرآن کریم نے نکاح کے سلسلے میں اس امر کو شامل ہی نہیں کیا کہ مرد کسی بھی تدبیر سے ایسی صورت

علم و فن میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں : (محدث ابو زرعہ)

اختیار کریں جس سے ان کا مقصد یہ ہو کہ تخلیقی مادہ (مادہ منویہ) بہا دیا جائے اور اس سے تحفظ نسل نہ ہو سکے۔ مردوں اور عورتوں دونوں کو یہ انداز فکر و عمل اختیار کرنے سے روک دیا گیا ہے۔

چنانچہ قرآن مجید کی بہت سی آیات سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ نسل انسانی کی تکثیر اور قیامت تک اس زمین میں انسانی افراد کو باقی رکھنا اور اس کو انسانوں سے آباد کرنا نکاح کا اصل مقصد ہے۔ اور اس مضمون کی احادیث تو صاف و صریح موجود ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تزوجوا حکم کے ساتھ یہ بھی اضافہ فرمایا کہ الودود الولود یعنی ایسی زوجہ ہو جو محبت کرنے والی اور اولاد جننے والی ہو۔ اس لئے ضبط تولید کی تحریک عقد نکاح کے اصل مقصد کے خلاف ہے۔

۲۔ ضبط تولید کی وکالت کرنے والوں کے پاس مضبوط ترین دلیل یہ ہے کہ آبادی بڑھنے سے وسائل رزق آبادی کے مقابلے میں کم پڑتے چلے جائیں گے۔ نزول قرآن کے وقت جو لوگ اولاد کو پیدا ہوتے قتل کر ڈالتے تھے (کیونکہ ان کے پاس مانع حمل ادویات و آلات نہیں تھے) وہ بھی اس دلیل کا سہارا لیتے تھے۔ بنیادی طور پر دونوں کا مقصد ضبط تولید ہی ہے۔ قرآن کریم نے براہ راست اس دلیل کی جڑ کاٹی اور فرمایا ــــــــ

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ

(الانعام : ۱۵۲)

(اور افلاس کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ تم کو بھی اور ان کو بھی ہم ہی رزق دیتے ہیں)

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ

(بنی اسرآءیل : ۳۱)

(اور افلاس کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو ان کو بھی اور تم کو بھی ہم ہی رزق دیتے ہیں)

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ : امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

یہاں قتل اولاد سے مراد نہ صرف زندہ اولاد کو قتل کرنا ہے بلکہ تمثیلاً (Symbolically) اولاد کو پیدا نہ ہونے دینا بھی ہے۔

کثرت آبادی کی وجہ سے یہ ضبط تولید اسلام سے بے بہرہ افراد کو بہت مستحسن معلوم ہوتا ہے۔ ان کی اس روش پر اللہ کا تبصرہ یہ ہے۔

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ لِيُرْدُوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ دِينَهُمْ ط (الانعام: ۱۳۸)

(اور اس طرح مشرکین کے معبودوں نے ان کے لئے قتل اولاد کو مستحسن بنا رکھا ہے تاکہ ان کو برباد کیا جائے اور ان کے طریقے کو مخبوط کر دیا جائے)

یہ معبود یورپین دانشور ہیں جو ہلاکت خیز اسلحہ پر مطمئن نہ ہو کر پُرامن ذرائع سے نسل انسانی کو برباد کرنا چاہتے ہیں۔ قرآن انہیں ایسے شیاطین کا نام دیتا ہے جو اقوام عالم کو تنگی رزق سے ڈراتے ہیں۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ (البقرۃ: ۲۶۸)

(شیطان تمہیں تنگی رزق کا نام لے کر ڈراتا ہے)

ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یہ نقصان میں رہیں گے۔ کیونکہ یہ لوگ بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے مزید وسائل رزق پیدا کرنے کے بجائے اپنی آبادی کم کرنے بیٹھ گئے۔

قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ قَتَلُوا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ (الانعام: ۱۴۱)

(وہ لوگ نقصان میں رہے جنہوں نے بغیر علم کے حماقت کے طور پر اپنی اولاد کو قتل کیا اور اللہ کے رزق کو اپنے اوپر حرام کر لیا۔)

تنگی رزق کے بہانہ سے ضبط اولاد (یعنی قتل اولاد) کا عقلی تجزیہ آئندہ صفحات پر پیش کیا جائے گا۔

۴۔ ضبط تولید کے طریق کار کا مطالعہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے مرد و عورت کے درمیان حیا اور شرم ختم ہو جاتی ہے اور ان میں اختلاط جنس کا رجحان بڑھ جاتا ہے۔ معاشرے میں فحاشی عام ہو جاتی ہے۔ مغربی مفکر ضبط تولید کے اس نتیجے کو تسلیم کرتے ہیں۔

دوسری عالمگیر جنگ کے بعد جنسی رویہ میں اہم تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ مغربی معاشروں میں یہ خصوصیت پیدا ہوئی ہے کہ نوجوانوں خصوصاً لڑکیوں میں جنسی تعلقات کی عام اجازت کا رجحان بڑھ گیا ہے۔ وسیع طور پر مہیا ہونے والے اور اصلاح یافتہ مانع حمل طریقوں نے مسرت حاصل کرنے کے ایسے اصولوں میں قوت پیدا کر دی ہے، جن کی رو سے عورت و مرد کی عصمت و عفت کا تصوّر غیر فطری ہے اور شادی کے علاوہ مکمل جنسی تجربات ایک عام اور بنیادی چیز ہے۔"

(انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا۔ پندرھواں ایڈیشن طبع ۱۹۸۰ء ج ۱۹ صفحہ ۱۰۹۵)

"جنسی لحاظ سے شادی شدہ مرد اور عورتیں غیر شادی شدہ مرد اور عورتوں کی بہ نسبت زیادہ فعال (Active) ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں چناؤ اور مواقع زیادہ ملتے ہیں۔ تاہم یہ فرق اب پہلے سے کم ہوتا جا رہا ہے (یعنی غیر شادی شدہ مرد اور عورتیں بھی فعال ہوتے جا رہے ہیں) کیونکہ مانع حمل گولیاں اور دیگر طریقوں نے غیر شادی شدہ افراد خصوصاً نوجوانوں میں جنسی تعلق کو کم خطرناک (less risky) بنا دیا ہے اور اب نوجوان جس عمر میں جنسی تعلق قائم کر لیتے ہیں وہ کم ہوتی معلوم ہوتی ہے۔" (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جلد ۷ ص ۱۶۱ طبع ۱۹۸۰ء)

"مانع حمل گولیوں نے جنسی تعلقات کی افزونی پر گہرا اثر ڈالا ہے کیونکہ اس سے غیر مطلوبہ حمل کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح مرد اور عورتوں کے لئے عصمت و عفت کا دوہرا معیار ختم ہوتا جا رہا ہے۔ اگر عورت حمل کا خطرہ مول لئے بغیر جنسی تعلق قائم کر سکتی ہے تو یہ مشکل سے ہی ممکن ہے کہ اس سے مطالبہ کیا جا سکے کہ وہ باعصمت رہے۔

(انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جلد ۷ ص ۱۶۵ طبع ۱۹۸۰ء)

بعض مغربی ممالک میں ۱۹۶۰ء کی دہائی میں مانع حمل گولیوں اور دیگر طریقوں کے باوجود ناجائز بچوں کی پیدائش

میں اضافہ ہوا۔ لیکن تازہ رجحان کے طور پر صورت حال الٹ ہوئی ہے۔ خصوصاً نوجوان لڑکیوں میں، کیونکہ یہ لڑکیاں باقاعدگی سے مانع حمل گولیاں استعمال کرتی ہیں۔

(انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۷ صفحہ ۱۵۹ طبع ۱۹۸۰ء)

مغربی معاشروں میں تو فحاشی اس قدر مذموم شے نہیں کیونکہ ـــــــــــــ

"مغربی ثقافت جنسی تسکین کی اہمیت پر زور دیتی ہے۔"

(انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۷، ص ۱۵۶، پندرھواں ایڈیشن طبع ۱۹۸۰ء)

لیکن اسلامی نقطہ نظر سے فحاشی شیطان کی طرف سے پھیلائی جاتی ہے۔ چنانچہ مغربی مفکرین نے شیطان کا رول ادا کیا اور اب اسلامی معاشروں میں ضبط تولید کے ذریعے فحاشی کے پھیلاؤ سے یہ شیطان یہی رول ادا کر رہے ہیں۔ اس طرز عمل پر قرآن نے خصوصی توجہ دی ہے اور فحاشی کو قتل اولاد کے ساتھ متعلق کیا۔ ارشاد ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ
وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (الانعام:۱۵۲)

(اور افلاس کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو تم کو بھی اور ان کو بھی ہم ہی رزق دیتے ہیں اور ہر قسم کے فواحش کے نزدیک بھی نہ جاؤ خواہ وہ کھلی ہوں یا چھپی)

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاۗءِ (البقرہ:۲۶۸)

(شیطان تمہیں تنگیٔ رزق کا نام لے کر ڈراتا ہے اور فحاشی اختیار کرنے کا مشورہ دیتا ہے)

فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ (النور: ۲۱۔ البقرہ: ۱۶۹)

(پس شیطان فحاشی اور منکر کا حکم یعنی مشورہ دیتا ہے۔)

اس کے مقابلے میں اللہ فحاشی سے روکتا ہے اور اسلامی معاشرے میں فحاشی پھیلانے اور اسے پسند کرنے والوں کو دردناک عذاب دینے کا حکم دیتا ہے۔

وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ (النحل: ۹۰)

(اور اللہ فحاشی سے منع کرتا ہے)

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ۔

(الاعراف: ۳۳)

(کہہ دیجئے کہ میرے رب نے تمام فحش باتوں کو حرام کر دیا ہے خواہ وہ کھلی ہوں یا چھپی)

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (النور: ۱۹)

(جو لوگ چاہتے ہیں کہ مومنوں میں فحاشی پھیلے ان کے لئے یقیناً دردناک عذاب ہے۔

اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔)

ضبط تولید سے بلا استثناء فحاشی پھیلتی ہے اور فحاشی نہ صرف خود اختیار کرنا حرام ہے بلکہ اس کے (بلاواسطہ یا بالواسطہ) پھیلانے کو پسند کرنا بھی دردناک سزا کا موجب ہے۔ اس لئے حکومت کو چاہیئے کہ نہ صرف ضبط تولید کی قومی سطح پر مہم کو فوراً ختم کرے بلکہ ضبط تولید کے حامیوں کو دردناک سزا دے۔ یہ نفاذِ اسلام کا منطقی تقاضا ہے۔

ضبطِ تولید احادیث کی روشنی میں

احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض انفرادی ضروریات کی وجہ سے ایک مانع حمل طریقہ یعنی عزل اختیار کرنے کی اجازت دی لیکن ساتھ ہی اس بارے میں اپنی ناپسندیدگی کا اظہار بھی کر دیا۔ یہ احادیث حسب ذیل ہیں۔

۱۔ عن جابر رضی اللہ عنہ قال: كنا نعزل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم والقرآن ينزل (متفق عليه)

(حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عزل کیا کرتے تھے۔ حالانکہ قرآن کے اُترنے کا سلسلہ جاری تھا)

۲۔ ولمسلم: كنا نعزل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فبلغه ذلك فلم ينهنا

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

(ترجمہ مسلم میں ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں عزل کیا کرتے تھے۔ آپ کو اس کی خبر لگی۔ آپ نے ہمیں اس سے منع نہیں فرمایا۔)

۳۔ وعن جابر رضی اللہ عنہ انّ رجلا اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انّ لی جاریۃ، ھی خادمتنا، و سانیتنا فی النخل وانا اطوف علیھا، واکرہ ان تحمل، فقال: اعزل عنھا ان شئت، فانہ سیأتیھا ماقدّر لھا (رواہ احمد ومسلم وابوداؤد)

(حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ میرے پاس ایک لونڈی ہے۔ جو ہماری خدمت کرتی ہے اور ہمارے کھجوروں کے درختوں کو پانی بھی دیتی ہے۔ میں اس سے ہمبستری کرتا ہوں۔ اور یہ بھی نہیں چاہتا کہ حاملہ ہو جائے فرمایا اگر چاہو تو عزل کرو مگر وہ تو آکر رہے گا جو اس کے مقدّر میں لکھا جا چکا ہے۔)

۴۔ وعن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال: خرجنا مع رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ بنی المصطلق فاصبنا سبیا من العرب، فاشتھینا النساء واشتدّت علینا العزبۃ واحببنا العزل، فسألنا عن ذٰلک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال "ما علیکم الا تفعلوا، فانّ اللہ عزوجل قد کتب ما ھو خالق الٰی یوم القیٰمۃ۔ (متفق علیہ)

(حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ بنو المصطلق کے غزوے کے لئے روانہ ہوئے۔ ہمیں عربی لونڈیاں ملیں۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت ہی کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆

ہمیں عورتوں کی خواہش ہوئی۔ اور تجرد ہم پر مشکل ہوگیا۔ چنانچہ ہم نے عزل پسند کیا۔ پھر اس بارے میں آپ سے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اگر عزل نہ کرو تو تمہارا کیا حرج ہے۔ کیونکہ اللہ عزوجل جو جانیں قیامت تک پیدا کرنے والا ہے وہ لکھ چکا ہے۔)

۵۔ عن ابی سعیدؓ قال، قالت الیہود: العزل الموءودة الصغریٰ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم "کذبت یہود، انّ اللہ عزّوجل۔ لو اراد ان یخلق شیئاً لم یستطع احد ان یصرفہ (رواہ احمد وابوداؤد)

(حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا یہودیوں نے کہا کہ عزل چھوٹا زندہ درگور کرنا ہے۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودیوں نے غلط کہا۔ اگر اللہ تعالیٰ کوئی چیز پیدا کرنا چاہے تو اس کو اس کے ارادے سے کوئی باز نہیں رکھ سکتا)

۶۔ عن ابی سعیدؓ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی العزل "انت تخلقہ انت ترزقہ، اقرّہ قرارہ، فانّما ذٰلک القدر (رواہ احمد)

(حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عزل کے بارے میں فرمایا۔ کیا تو اسے پیدا کرتا ہے؟ کیا تو اسے روزی دیتا ہے؟ کیا تو اس کو ٹھہراتا ہے؟ بچے کی پیدائش اللہ کی تقدیر سے ہوتی ہے)

۷۔ عن اسامۃ بن زید رضی اللہ عنہ ان رجلا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: انّی اعزل عن امرأتی فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "لم تفعل ذٰلک" فقال الرجل: اشفق علی ولدھا او علی اولادھا، فقال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم "لو کان ضارًا

☆ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سن ۹۳ ہجری میں اور وفات ۱۷۹ ہجری میں ہوئی ☆

اعنی فارس والروم" (رواہ احمد و مسلم)

(حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا میں اپنی بیوی سے عزل کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، ایسا کیوں کرتے ہو؟ اس نے کہا، اس کے بچے یا اس کی اولاد پہ رحم کی وجہ سے۔ فرمایا اگر (حالت حمل میں انزال) اولاد کو نقصان دہ ہوتا تو فارس و روم کو بھی نقصان دہ ہوتا۔

۸- عن جذامة بنت وهب الاسدية، قالت حضرت رسول الله صلى الله عليه وسلم في اناس وهو يقول" لقد هممت ان انهى عن الغيلة، فنظرت فى الروم و فارس، فاذا هم يغيلون اولادهم فلا يضر اولادهم ذلك شيئا" ثم سألوه عن العزل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ذلك الوأد الخفى وهى (اِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ) رواه احمد ومسلم)

(حضرت جذامہؓ بنت وہب الاسدیہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چند لوگوں کے ساتھ آئی۔ آپ فرما رہے تھے کہ میں نے قصد کر لیا تھا کہ لوگوں کو حالت رضاعت میں ہمبستری سے روک دوں۔ پھر میں نے اہل روم و فارس کو ایسا کرتے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ ان کی اولاد کو اس سے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچتا (تو میں نے ارادہ ترک کر دیا) پھر لوگوں نے آپ سے عزل کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا یہ تو پوشیدہ درگور کرنا ہے اور یہ وَاِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ (جب زندہ درگور کی ہوئی بچی سے پوچھا جائے گا۔) میں داخل ہے)۔

۹- عن عمر بن الخطاب قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يعزل عن الحرة الا باذنها (رواه احمد و ابن ماجة وليس اسناده بذلك۔

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سن ولادت ۱۵۰ ہجری اور سن وفات ۲۰۴ ہجری ہے ☆

(ترجمہ۔ حضرت عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل سے منع فرمایا۔)

مندرجہ بالا احادیث کو بیک نظر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشرط ضرورت عزل کی اجازت دے دیا کرتے تھے لیکن اس عمل سے کراہت فرماتے تھے اور اجازت کے ساتھ ایسی بات فرما دیا کرتے تھے جس سے عزل کی کراہت واضح ہو جاتی (خصوصاً حدیث نمبر ۴، اور ۸ ملاحظہ ہو) remarks ان باتوں سے آپ نے عزل کو عملی طور پر بلا نتیجہ اور بے فائدہ ثابت کرنا چاہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرز عمل سے عزل کا جواز بلا کراہت قطعاً ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کی حوصلہ شکنی کا جواز نکلتا ہے۔ اس کی مثال طلاق کی سی ہے۔ طلاق کو گو جائز قرار دیا گیا ہے لیکن اسے کبھی پسند نہیں کیا گیا۔ یعنی جس طرح طلاق جائز ہے لیکن اس کو قومی پیمانے پر رواج دینے کی پالیسی اسلام میں ناپسندیدہ اور معاشرے کے لئے ضرر رساں ہے، لہذا ممنوع ہے، اسی طرح ممانعت حمل کی تدابیر کو قومی پیمانے پر رواج دینے اور اس طرح فحاشی کو فروغ دینے کی پالیسی اسلام میں ناپسندیدہ اور معاشرے کے لئے ضرر رساں ہے، لہذا ممنوع ہے۔ البتہ انفرادی سطح پر اگر کسی شادی شدہ عورت کو حمل سے یا بچہ پیدا ہونے سے جان کا خطرہ ہو تو اسے خاص اس کے اپنے حالات کے لئے اجازت دی جا سکتی ہے کہ وہ مانع حمل تدبیر اختیار کرلے۔ مندرجہ بالا احادیث بھی صرف ضرورت کے وقت انفرادی صورتوں میں کراہت کے ساتھ مانع حمل تدابیر کی اجازت دیتی ہیں۔ علمائے اسلام کے جن فتاویٰ میں عزل یا منع حمل کی تدابیر اختیار کرنے کی اجازت دی گئی ہے اس کا تعلق بھی غیر معمولی انفرادی ضرورت سے ہے لیکن قومی پیمانے پر ملک و ملت کا کروڑوں روپے کا قیمتی سرمایہ برباد کر کے مانع حمل تدابیر کو فروغ دینا اور اس طرح براہ راست فحاشی کو عام کرنا اسلام میں کسی طرح بھی جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔

ضبط تولید کے دلائل کا جائزہ

ضبط تولید کے حق میں صرف دو دلائل دیئے جاتے ہیں۔ اولاً یہ کہ بچے عورت کی صحت کو خراب کر دیتے ہیں ثانیاً یہ کہ وسائل رزق بڑھتی ہوئی آبادی کا ساتھ نہیں دے سکتے۔

☆ میں نے امام محمد سے بڑھ کر کوئی فصیح نہیں دیکھا (امام محمد بن ادریس شافعی) ☆

۱۔ پہلی دلیل اعداد و شمار اور روزمرہ مشاہدات سے بالکل غلط ثابت ہوتی ہے۔ یہ عام مشاہدہ ہے کہ صرف کسی بیماری کی وجہ سے ہی عورت بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت سے محروم ہوتی ہے۔ اور بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت رکھنے کے باوجود مختلف مانع حمل طریقے استعمال کر کے بچہ پیدا نہ ہونے دینا کئی جسمانی و ذہنی امراض کو جنم دیتا ہے (جن کی تفصیل آگے آرہی ہے)

۲۔ دوسری دلیل بھی مشاہدات نے غلط ثابت کر دی ہے۔ ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک میں وسائل رزق کو ترقی دینے کے نئے نئے طریقے اختیار کرنے کے نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ وسائل رزق میں اضافہ کی رفتار اضافہ آبادی کی رفتار سے زیادہ رہی ہے۔ اگر کسی جگہ اضافہ آبادی کی رفتار زیادہ ہوئی ہے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ وسائل رزق میں اضافہ کرنے میں کوتاہی کا مظاہرہ کیا گیا۔

دراصل مغرب کی سیاسی حکمت عملی نے یہ غلط فہمی پھیلا رکھی ہے کہ ضبط تولید نہ ہو تو آبادی بڑھ جائے گی جبکہ اس کے مقابلے میں معاشی وسائل اس رفتار سے نہیں بڑھیں گے۔ فلسفہ مغرب کے سحر سے آزاد ذہن پر یہ غلط فہمی بالکل واضح ہے۔ پاکستان کے موجودہ خطے کی آبادی آزادی کے وقت تقریباً چار کروڑ تھی۔ اس وقت گندم باہر سے منگوائی جاتی تھی جس کے لئے حکومت امریکہ سے اس کی ذلیل ترین شرائط پر گندم خریدتی رہی۔ اب اس خطے کی آبادی ساڑھے آٹھ کروڑ ہے۔ مغربی مفکرین کی دلیل کی رو سے ہماری نصف آبادی کو فاقہ کشی میں مبتلا ہو جانا چاہیئے تھا۔ لیکن ان مفکرین کی خواہشات اور آرزوؤں کے علی الرغم پاکستان اللہ کے فضل سے خود کفیل ہو گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خوراک کے وسائل آبادی کی بہ نسبت زیادہ تیز رفتاری سے بڑھے۔ یہ صورت حال ہر ملک میں ہے بلکہ ترقی یافتہ ممالک میں زیادہ نمایاں ہے۔ مثلاً ۱۸۸۰ء میں جرمنی کی آبادی تقریباً ۴۵ ملین تھی۔ اس وقت وہاں قحط کی سی کیفیت طاری تھی۔ ۱۹۱۴ء میں جرمنی کی آبادی ۶۸ ملین ہو گئی۔ لیکن رزق کے وسائل اس سے بھی زیادہ تیزی سے بڑھے یہاں تک جرمنی کو آبادی میں کمی محسوس ہوئی اور اس نے افرادی قوت باہر سے منگوائی۔ مغربی جرمنی میں آبادی کی قدرتی رفتار کے علاوہ ہمسایہ کمیونسٹ ممالک اور مشرقی جرمنی سے تقریباً ۱½ کروڑ افراد یہاں آئے۔ اس کے باوجود اس کی معاشی ترقی آبادی کی رفتار سے کہیں زیادہ ہے۔ ہالینڈ کی آبادی

اٹھارھویں صدی میں دس لاکھ کے قریب تھی۔ اس وقت وہاں خوراک کی قلت تھی۔ ۱۹۵۰ء میں اس کی آبادی ایک کروڑ سے اوپر ہوگئی۔ اس کے باوجود وہ خود کفالت کی منزل سے گذر کر غلہ برآمد کرنے لگا۔

حقیقت یہ ہے کہ وسائل رزق کا تعلق اس بات سے ہے کہ رزق کے نئے نئے وسائل و ذرائع تلاش کئے جائیں۔ ان ذرائع میں ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ کام کرنے والوں کی تعداد زیادہ کی جائے یعنی آبادی بڑھائی جائے۔ دوسرا یہ ہے کہ ملک کا کثیر رقبہ جو بے کار پڑا ہے، زیر کاشت لانے کی جد و جہد کی جائے اور بے کار (۱۰۱۱۰) ذرائع رزق کو استعمال کیا جائے۔ حیرت ہے کہ مغربی مفکرین ضبط تولید پر کاربند ہو کر بوڑھوں کی تعداد بڑھانے اور نوجوانوں کی تعداد گھٹانے کی تلقین کرتے ہیں جس کا لازمی نتیجہ قوت کار میں کمی ہوتا ہے دیگر نقصانات (جس کا ذکر آگے آتا ہے) اس کے علاوہ ہیں۔

ضبط تولید کے نقصانات

۱۔ **عورت کی صحت و زندگی کو نقصان**: انسانی جسم میں اس کے صنفی غدود انسان کو نوع انسان کی خدمت پر ابھارتے ہیں اور اس میں حسن، توانائی، عملی سرگرمی اور ذہنی قوت پیدا کرنے کے دوہرے فرائض انجام دیتے ہیں۔ جب انسان محض لذت حاصل کرنے کی کوشش کرے اور اس مقصد کے پورا کرنے سے انکار کرے جس کی طلب اس کے جسم کے ریشہ ریشہ میں گہرائی کے ساتھ پیوست کر دی گئی ہے تو ممکن ہی نہیں کہ اس کے نظام عصبی اور صنفی غدود کی فعلیت پر اس کی اس حرکت کے برے اثرات مرتب نہ ہوں اور ان اثرات سے اس کا نفس محفوظ رہ جائے۔

جب کوئی عورت اپنے ان فطری فرائض سے پہلو تہی کرتی ہے اور جنسی عمل میں لذت کے حصول کا پہلو تو اختیار کر لیتی ہے لیکن اس کے فطری عواقب سے فرار کی خاطر مختلف مانع حمل طریقے اختیار کرتی ہے تو

وہ گوناگوں جسمانی اور ذہنی عوارض کا شکار ہو جاتی ہے۔ جدید طبی تحقیقات کے نتائج کا مختصر اور ہلکا سا عکس ملاحظہ فرمائیے۔

"تحقیقات سے ظاہر ہوا ہے کہ ضبط تولید کی گولیوں کے استعمال سے متعدد خطرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان گولیوں کے استعمال اور چھاتی و رحم کے سرطان میں ممکنہ تعلق ظاہر ہوتا ہے۔ ان گولیوں کے استعمال سے جن علامتوں کے پیدا ہونے کی شہادت ملتی ہے۔ ان میں بڑھتا ہوا اعصابی تناؤ اور دیگر حیاتیاتی طرز کی کیمیائی تبدیلیاں شامل ہیں۔ اس امر کا بھی امکان ہے کہ رحمی بیضہ کے تخلیقی عمل کو نقصان پہنچے۔ یہ گولیاں انسان کے جسم میں جن بیماریوں میں شدت پیدا کر سکتی ہیں۔ ان میں دمہ، پھوڑے پھنسی، درد شقیقہ، گنجاپن، سرخ دانے، سارے جسم میں اعصابی تکالیف (بشمول رعشہ اعضاء) اور خوراک کے جزو بدن بننے کے عمل میں غیر معمولی رکاوٹیں (جس سے پاگل پن واقع ہو سکتا ہے) شامل ہیں۔ سب سے بد ترین خطرہ یہ ہے کہ خون کے جم جانے کی تکلیفوں میں نو گنا اضافہ ہو جاتا ہے (اس انجماد سے خون یا پلازما کے لوتھڑے بننے لگتے ہیں) (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۲، ص ۱۰۶۸ پندرھواں ایڈیشن طبع ۱۹۸۰ء)

"گولیوں کے استعمال کے ابتدائی اثرات میں متلی، سر میں، چکر و درد اور اعضائے تناسلیہ سے خون نکلنا شامل ہیں۔" (ایضاً ص ۱۰۶۸)

"نس بندی (Sterilization) کا تسلی بخش ذریعہ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا" (ایضاً ص ۱۰۶۹)

"نس بندی کرانے والا بعد ازاں ذہنی مایوسی کا شکار ہو سکتا ہے۔" (ایضاً ص ۱۰۶۹)

اسقاط حمل کے بعد انسان میں جرم کا احساس، جنسی تعلقات میں بگاڑ اور ذہنی

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں مطالعہ بتاتا ہے کہ اسقاط حمل کرانے والی عورتوں کی زیادہ تعداد حالات کے ساتھ مطابقت نہیں کر پاتی۔ یوگوسلاویہ میں ایک مطالعہ کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ اسقاط کرانے والی صرف ۲۴ فی صد عورتیں نارمل رہ سکیں (گویا ۷۶ فیصد عورتیں غیر معمولی حالات کا شکار ہو گئیں) (ایضاً ص ۱۰۶۹)

آئی یو ڈی کے نقصان دہ اثرات، جن کے ساتھ طبی دیکھ بھال ہو جاتی ہے' اور اس طریقے کی ناکامی کا تناسب اس کی اس کامیابی کو کم کر دیتا ہے جس کی امید کی گئی تھی۔ (ایضاً ص ۱۰۶۸)

مانع حمل طریقوں کے اہم مسائل میں ابھی تک جزوی نتائج، مسلسل استعمال کی ضرورت' زہریلے اثرات اور غیر مطلوبہ اضافی اثرات کے خطرات پائے جاتے ہیں۔

(ایضاً ص ۱۰۷۰)

وسیع طور پر استعمال ہونے والی مانع حمل گولیوں کے کچھ اجزاء کے بارے میں دیکھا گیا ہے کہ ان کی زیادہ طاقت (۱) کی خوراک استعمال کرنے پر چھاتی کا سرطان پیدا ہو جاتا ہے۔ (انسائیکلوپیڈیا ج ۳، ص ۷۶۴ پندرھواں ایڈیشن طبع ۱۹۸۰ء)

جب خواتین پر مشتمل ملک کی نصف آبادی کو مانع حمل طریقوں سے جسمانی و ذہنی بیماریوں میں مبتلا کر دیا جائے تو اس کے منفی اثرات ان خواتین کے اہل خانہ (خصوصاً خاوند اور بچے) پر کیا ہوں گے اور قوم کے خاندانی نظام میں جو غیر صحتمندانہ رجحانات پیدا ہوں گے اس کا اندازہ ہر ذی ہوش اور معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا ہر شخص لگا سکتا ہے۔ ان گوناگوں بیماریوں کا شکار ہونے کے بعد یہ خواتین کوئی بچہ جن بھی لیں تو وہ بچہ تمام عمر جن پیچیدہ جسمانی و ذہنی عوارض کا شکار رہے گا، اور معاشرے پر جو منفی اثرات مرتب کرے گا اس کے تصور سے ہی انسان کانپ اٹھتا ہے۔ یہ بیمار خواتین اور بچے قوم پر جن اضافی طبی اخراجات کا بوجھ ڈالیں گے

(۱) یہ امر قابل ذکر ہے کہ یقینی نتائج حاصل کرنے کے لئے عموماً ان ادویات کی زیادہ طاقت استعمال کی جاتی ہے۔ کم طاقت کی خوراک سے حمل کا خطرہ زائل نہیں ہوتا۔

وہ قوم کے لئے ناقابل برداشت ہوں گے۔ اور اگر ان اضافی طبی اخراجات میں مانع حمل طریقوں پر اٹھنے والے اخراجات شامل کرلئے جائیں تو یہ مجموعی رقم اس رقم سے کہیں کم ہوگی جو ضبط تولید سے مستغنی ہونے کے لئے وسائل رزق میں اضافہ پر خرچ ہوسکتی ہے۔ اس پر صحت مند ماؤں اور بچوں کا فائدہ مستزاد ہوگا۔ اس امر کو ایک دوسرے انداز میں مغربی مفکرین بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔

> "بچے کی پیدائش کو روکنے والی ادویات کے اخراجات اس سے بہت کم ہو سکتے ہیں جو بچے کی معاشی زندگی کے لئے ضروری اشیاء (مکان، خوراک وغیرہ) کی تیاری پر ہوتے ہیں۔ لیکن یہ اخراجات اس وقت کم ہوں گے جب یہ مانع حمل ادویات وآلات خاصے یقینی ہوں۔ جب ان کی کارکردگی عملاً صفر ہو جیسا کہ عام اور جاہل آبادی میں ہے تو معاشی ترقی بہت زیادہ منافع بخش ثابت ہوتی ہے۔"
>
> (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۱۴، ص ۸۲۳، پندرھواں ایڈیشن، طبع ۱۹۸۰ء)

ضبط ولادت کے ایک طریقے یعنی اسقاط حمل کے نتیجے میں خواتین کی جو بڑی تعداد لقمۂ اجل بن جاتی ہے وہ ہر ذی عقل شخص کے نزدیک پہلے درجے میں متعلقہ خاندان کے لئے اور دوسرے درجے میں قوم کے لئے بہت نقصان ہے۔ کیا ضبط تولید کے حامی پاکستانی معاشرہ کو بھی مغربی معاشرہ کی طرح بیمار ماؤں اور بچوں کا معاشرہ بنانا چاہتے ہیں جبکہ یہاں طبی سہولتیں پہلے ہی کمیاب اور خاصی مشکل الحصول ہیں؟

۲- <u>معاشی نقصان</u>:- ضبط تولید سے ملک کی معیشت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے ملک میں بچوں اور نوجوانوں کی تعداد کم ہونے لگتی ہے، اور بوڑھوں کی تعداد بڑھنے لگتی ہے، جس سے کام کرنے والے گھٹتے جاتے ہیں اور خرچ کرنے والے بڑھتے جاتے ہیں۔ ملکی صنعت کا بڑا حصہ بچوں اور نوجوانوں کی رنگا رنگ ضروریات پوری کرنے میں لگا رہتا ہے، یہ حصہ یا تو ختم ہوجاتا ہے یا کم ہوجاتا ہے۔ جس سے صنعتوں میں کمی واقع ہوکر بے کاری پیدا ہوجاتی ہے اور قوم میں کمانے والے مزید کم ہوجاتے ہیں۔ قوم میں بے کاروں اور بوڑھوں کی کثرت سے قوم میں امنگوں اور امیدوں کے بجائے قنوطیت اور یاس کی سی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔ طبی اخراجات میں زبردست اضافہ ہوجاتا ہے (بوڑھوں پر طبی اخراجات زیادہ ہوا کرتے ہیں) اس کے علاوہ ضبط تولید کے نتیجے

میں گوناگوں بیماریوں کا شکار ہونے والی خواتین اور بچوں کو اضافی طبی سہولتوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ان عوامل کے علاوہ کثرت آبادی کے سیاسی فوائد سے وہ قوم محروم ہو جاتی ہے کیونکہ عالمی سیاست میں کثیر آبادی کے حامل ملک کی زیادہ قدر ہوتی ہے۔ جب جارحانہ صلاحیت رکھنے والے نوجوانوں کے بجائے ہر معاملے میں مداہنت سے کام لینے والے بوڑھے آجاتے ہیں تو وہ قوم پہلے سیاسی اور پھر معاشی میدان میں پیچھے رہ جاتی ہے اور دوسری قوم آگے نکل جاتی ہے جس میں جنگی صلاحیت رکھنے والے نوجوانوں کے علاوہ معاشی میدانوں میں کام کرنے والے اور جفاکش نوجوانوں کی پوری کھیپ نہ صرف ہر وقت موجود رہتی ہے بلکہ ان کی تعداد بڑھتی رہتی ہے۔ جن ملکوں نے ضبط تولید پر عمل کیا ہے ان کے مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے برٹرنڈرسل نے جو تجزیہ کیا اس کے مطابق انگریز فرانسیسی اور جرمن افراد کی تعداد برابر کم ہو رہی ہے اور اس کمی کی وجہ سے ان اقوام پر کم مہذب اقوام کی بالادستی قائم ہو رہی ہے۔ (Russel, Bertrand, Principles of Social Reconstruction), 1951, P-124.

(بحوالہ ضبط تولید از مولانا مودودیؒ، ص ۲۷، ۱۹۶۸ء)

نازی جرمنی کے ایک اخبار نے لکھا تھا کہ اگر ہماری شرح پیدائش اسی طرح گھٹتی رہی تو خوف ہے کہ ایک وقت ہماری قوم بالکل بانجھ ہو جائے اور موجودہ نسل کے کاموں کو سنبھالنے کے لئے نئی نسلیں اٹھنی بند ہو جائیں۔ اس صورت حال سے نپٹنے کے لئے جرمنی کی حکومت نے ضبط ولادت کی مہم بند کردی۔ عورتوں کو کارخانوں اور دفتروں سے خارج کرنا شروع کیا۔ نوجوانوں کو نکاح سے رغبت دلانے کے لئے مختلف ترغیبی اقدامات کئے زیادہ بچے پیدا کرنے والوں کے ٹیکس کم کئے۔ اس سے شرح پیدائش پھر بڑھنے لگی۔ سویڈن کے ایک وزیر ٹرائی گرنے کافی مدت پہلے اپنی قوم کو خبردار کیا کہ اگر سویڈش قوم خودکشی کرنا نہیں چاہتی تو شرح پیدائش کی کمی کو روکنے کی فوری تدابیر اختیار کرے آخر سویڈش پارلیمنٹ نے خاندان کا سائز بڑھانے کی تجویز پاس کی اور زیادہ بچوں والے والدین کو ٹیکس میں رعایت دی۔ سویڈن وہی ملک ہے جس نے ضبط تولید کے لئے پاکستان کو مالی امداد دی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مغربی اقوام پاکستان کی روز افزوں معاشی طاقت سے خائف ہو کر خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کو پاکستان میں زیادہ سے زیادہ رواج دینے کے لئے امداد دے رہی ہیں۔ پاکستان میں ضبط تولید کے حامی پاکستان کے ساتھ کونسی خیر خواہی کرنا چاہتے ہیں اس کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

۳۔ اخلاق کی تباہی:۔ ضبط ولادت کے طریقے استعمال کرنے پر مرد عورت میں صرف ایک خالص بہیمانہ تعلق باقی رہ جاتا ہے اور ہر وقت شہوانی میلانات کا غلبہ رہتا ہے جس سے کوئی قوت ضابطہ باقی نہیں رہتی۔ دونوں میں روحانی رابطہ، اولاد کے واسطہ سے باہمی شرکت و معاونت اور خلوص اور ایثار کے جذبات ختم ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا باہم جڑ کر رہنا ناممکن یا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہ تو شادی شدہ جوڑوں کی کیفیت ہے۔ غیر شادی شدہ لڑکے اور لڑکیاں مانع حمل ادویات کے عام ہونے پر جس جنسی انارکی کا شکار ہوتے ہیں وہ معاشرے کو فحاشی اور بدکاری کے جہنم میں جھونک دیتے ہیں اور ایسی قوم سدوم و عمورہ کی داستانِ عبرت کا ایک حصہ بن کر رہ جاتی ہے تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جنسی انارکی کا شکار ہوتے والی مہذب قومیں (مثلاً یونانی قوم) ان اقوام کے ہاتھوں تباہ ہو گئیں جن میں جنسی تحدیدات کا رواج تھا اور جو آبادی میں اضافہ کی حامی تھیں۔

۴۔ قوم میں قوتِ کار کی کمی:۔ ضبط ولادت کے نتیجے میں بیمار ماؤں کی گود میں پلنے والے اور اخلاق باختہ معاشرے میں تربیت پانے والے بچے بڑے ہو کر انسانیت کے لئے رحمت بننے کے بجائے زحمت ثابت ہوتے ہیں۔ وہ گوناگوں جسمانی و ذہنی بیماریوں کا شکار ہو کر قوم پر طبی اخراجات کا بوجھ اور فسادِ عامہ کی مصیبت ڈال دیتے ہیں۔ قوم کی آبادی گھٹنے لگتی ہے۔ کسی اچانک قحط، بیماری یا جنگ کی وجہ سے زیادہ تعداد میں اموات واقع ہو جائیں تو ان کی جگہ لینے والے نہیں ملتے اور قوم اجتماعی خودکشی کا شکار ہو جاتی ہے۔ قوم میں بچوں اور جوانوں کی تعداد کم اور بوڑھوں کی تعداد زیادہ ہو جاتی ہے جس کی دفاعی صلاحیت صفر ہو کر رہ جاتی ہے۔ یہی چیز دو ہزار سال قبل یونان کو تباہ کر چکی ہے جہاں اسقاط حمل اور قتل ولادت کا رواج ہو گیا تھا۔ مغربی اقوام پاکستان کے بارے میں بھی یہی کچھ چاہتی ہیں۔ ضبط تولید کے حامی ان کے ان خطرناک عزائم کی تکمیل کے لئے کام کر رہے ہیں افزائش نسل کو روکنا تو ایک طرف اُسے کم کرنے والی قوموں کا مال خود مغربی مفکرین کی زبانی سنیئے۔

> "جن معاشروں نے افزائش نسل کی طرف کم توجہ دی انہیں مٹ جانے کے خطرہ کا سامنا کرنا پڑا"۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا ج ۷، ص ۱۵۶ پندرھواں ایڈیشن طبع ۱۹۸۰ء)

لہٰذا بلا خوف تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان میں افزائش نسل کو کم کرنے (یعنی ضبط تولید) کے حامی پاکستانی معاشرے کو مٹانا چاہتے ہیں۔

۵۔معاشرتی نقصانات:۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مغربی تہذیب میں ضبط تولید کو کیوں قبولیت حاصل ہوئی۔ اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ مغربی تہذیب کی ابتداء "مذہب سے بغاوت" سے ہوئی۔ بعد میں یہ بغاوت اخلاقی اقدار تک جا پہنچی جب مذہبی اور اخلاقی قیود باقی نہ رہیں تو فحاشی و بے حیائی کے دیو کو کھل کھیلنے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ مغربی تہذیب کے مفکرین نے جب اپنی ثقافت کا تجزیہ کیا تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے ——

"مغربی ثقافت جنسی تسکین کی اہمیت پر زور دیتی ہے۔"

(انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا ج ۷، ص ۱۵۶ پندرھواں ایڈیشن طبع ۱۹۸۰ء)

چونکہ معاشرتی ذمہ داریاں (بچوں کی پیدائش پرورش اور تعلیم و تربیت) جنسی تسکین کی راہ میں حائل ہوتی تھیں، اس لئے ایسا طریقہ اختیار کیا گیا جس سے جنسی تسکین بھی ہو جائے اور معاشرتی ذمہ داریوں سے بھی جان چھوٹ جائے۔ معاشرتی ذمہ داریوں سے گلو خلاصی جنسی تسکین کے نام پر ہوتی تو ضمیر ملامت کرتا، اس لئے ضبط تولید کو خاندانی منصوبہ بندی کی صورت دے دی گئی اور انسانیت کو فاقہ کشی سے بچانے کے بہانے اس کی نسل کشی کی جانے لگی۔ لیکن اس سے جس قدر معاشرتی الجھنیں پیدا ہو رہی ہیں اس کا اندازہ لگانے کے لئے خود یورپی مفکرین کی آراء ملاحظہ فرمائیے۔

"ایک عام شادی شدہ جوڑے کو صاحب اولاد ہونا چاہیئے۔ جو لوگ اولاد کو مؤخر کرتے ہیں بعد میں انہیں اس پر نادم ہونا پڑتا ہے۔ لاولد شادیاں نت نئے مسائل کو جنم دیتی ہیں۔ زوجین خواہ ایک دوسرے سے مطمئن ہی ہوں، وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ ان پر شدید قسم کی بدمزگی اور بے کیفی مسلط ہو جاتی ہے۔ گویا کہ وہ اپنے سفر کے اختتام پر پہنچ گئے ہوں .... ضبط ولادت سے عورت کی مادری جبلت کا گلہ گھونٹ دیا جاتا ہے۔ جس سے اس کا نظام اعصاب پراگندہ ہو سکتا ہے اس کی صحت تباہ ہو سکتی ہے اور زندگی میں اس کی تمام خوشی اور دلچسپی

خاک میں مل سکتی ہے۔ (Alexander James N., The Psychologist Magazine, London, June 1961, P-5.

(بحوالہ ضبطِ ولادت از مولانا مودودیؒ، ۱۹۶۸ء ص ۴۰)

طلاق کی شرح سب سے زیادہ ان خاندانوں میں ہے جن میں شادی کا نتیجہ اولاد سے محرومی اور بچوں کی تعداد کی کمی ہے۔" (ایضاً)

"اسقاط حمل کے بعد انسان میں جرم کا احساس، جنسی تعلقات میں بگاڑ اور ذہنی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ مطالعہ بتاتا ہے کہ اسقاط حمل کرانے والی عورتوں کی زیادہ تعداد حالات کے ساتھ مطابقت نہیں کر پاتی۔ یوگوسلاویہ میں ایک مطالعہ کے دوران یہ بات سامنے آئی ہے کہ اسقاط کرانے والی صرف ۲۴ فیصد عورتیں نارمل رہ سکیں۔" (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا ج ۲، ص ۱۰۶۹، پندرھواں ایڈیشن طبع ۱۹۸۰ء)

یہ امر قابل ذکر ہے کہ جن بچوں کو دوسرے بہن بھائیوں کے ساتھ رہنے سہنے کھیلنے کودنے اور معاملت کرنے کا موقع نہیں ملتا وہ انسانیت کے اعلیٰ خصائص سے محروم ہو جاتے ہیں۔

اسلامی معاشرہ جنسی تسکین کے لئے ازدواجی ذرائع مہیا کرتے ہوئے غیر ازدواجی ذرائع کی انتہائی سختی کے ساتھ حوصلہ شکنی کرتا ہے جبکہ ضبط تولید کے ذریعے غیر ازدواجی ذرائع کی بالواسطہ اور بلا واسطہ دونوں طریقوں سے حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور جنسی انارکی عام ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اسلامی معاشرہ ضبط تولید کو برداشت نہیں کر سکتا، بلکہ کوئی بھی ایسا معاشرہ جو جلد تباہ نہ ہونا چاہتا ہو ضبط تولید کے تباہ کن معاشرتی نتائج سے صرف نظر نہیں کر سکتا، پاکستان میں جو لوگ ضبط تولید کی حمایت کرتے ہیں وہ حقیقتاً مغربی ثقافت کے تتبع میں جنسی تسکین کو اہمیت دیتے ہیں اور اس مذموم جذبے کی شدت نے قرآن کریم کے الفاظ میں یہ صورت پیدا کر دی ہے ــــــــــ

وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ (يٰس : ٩)

(اور ہم نے ایک دیوار ان کے سامنے اور ایک دیوار ان کے پیچھے بنا دی ہے۔ سو اس طرح

ہم نے ان کو ہر طرف سے ڈھانپ دیا ہے۔ لہٰذا اب وہ نہیں دیکھ سکتے)

اور جنسی جذبات کی شدت نے ان کا یہ حال کر دیا ہے کہ ـــــــ

إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُم مُّقْمَحُونَ (یٰسٓ: ۸)

(اور ہم نے ان کی گردنوں میں ٹھوڑیوں تک طوق ڈال دیئے ہیں جس سے ان کے سر اوپر اٹھے ہوئے ہیں)

اس مضحکہ خیز حالت میں وہ غیر اسلامی نظریات کے پیچھے بگٹٹ دوڑے چلے جا رہے ہیں، سر اوپر اٹھے ہوئے ہونے کی وجہ سے وہ دیکھ نہیں سکتے کہ وہ سامنے آنے والی تباہی کے کس گڑھے میں گرنے والے ہیں اور پاکستانی معاشرہ کو بھی اپنے ساتھ تباہ کرنا چاہتے ہیں۔

حرفِ آخر

مندرجہ بالا دلائل و براہین کی روشنی میں کونسل شدت سے محسوس کرتی ہے کہ پاکستان میں ضبط تولید (خاندانی منصوبہ بندی) کی سرکاری سطح پر مہم نہ صرف اسلام کے منافی ہے بلکہ پاکستانی معاشرہ کے لئے ہر لحاظ سے سخت تباہ کن ہے، لہٰذا متفقہ طور پر سفارش کرتی ہے کہ ـــــــ

۱۔ سرکاری سطح پر ضبط تولید کی مہم فوراً بند کی جائے اور معاشی منصوبہ بندی میں سے ضبط تولید کا پروگرام خارج کیا جائے۔

۲۔ تمام دوا فروشوں کو ہدایات جاری کی جائیں کہ وہ ضبط تولید کی ادویات و آلات صرف ان شادی شدہ جوڑوں کو فراہم کریں جو نکاح نامہ اور کسی منظور شدہ ڈاکٹر سے اس امر کا سرٹیفکیٹ پیش کریں کہ متعلقہ خاتون کو حمل سے ایسا جانی نقصان پہنچ سکتا ہے، جس کا انسداد کسی اور طرح ممکن نہیں۔ اسی قسم کی ہدایات ڈاکٹروں کو نس بندی کے سلسلے میں بھی جاری کی جائیں۔